20244 ⑤

موقف [illegible]

دار الافتاء

جناب محترم مولانا صاحب

اسلام وعلیکم

آپ سے گذارش ہے کہ آپ ہمارے والد مرحوم کی جائیداد
میں سے ہم بہنوں کا حصّہ کس طرح اور کتنا ہو گا بتادیں

ہمارے دادا محمد اسماعیل (مرحوم) اپنے والد صاحب کی اکلوتی اولاد تھے
ہمارے والد محمد اشفاق (مرحوم) بھی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد
تھے

ہمارے والد صاحب کا انتقال 1996ء میں ہوا تھا
انتقال کے وقت والد صاحب کے اُوپر کوئی قرض نہیں تھا
ورثا میں ایک (والدہ) ایک بھائی اور ہم چھ بہنیں ہیں
(بیٹیاں) (بیٹا) بیوہ

① فریدہ اشفاق، جو معذور ہے اور گھر پر رہتی ہے
② فہمیدہ اشفاق ③ سیما اشفاق ④ فوزیہ اشفاق
⑤ شائستہ اشفاق ⑥ بھائی کاشف اشفاق ⑦ امبر اشفاق
ہم سات بہن بھائی ہیں

والد صاحب نے جائیداد میں تین منزل بنا ہوا گھر چھوڑا تھا جس
میں چھ کرائے دار رہتے تھے گھر کی مالیت تقریبا 3 کروڑ ہے
یہ گھر انچولی سوسائٹی فیڈرل "بی" ایریا میں واقع ہے اور
اس سے (70,000) ستر ہزار روپے ماہانہ کرایا آتا ہے
اس کے علاوہ ہمارے والد صاحب نے دو زمین چھوڑی تھی
200 اور 120 گز کی ہیں

دار الافتاء

ہمارے بھائی نے بہنوں کی اجازت کے بغیر یہ زمینیں اپنے نام کروالی ہیں

ہماری دادی نے جو سونا چاندی چھوڑا تھا وہ ہماری والدہ کے پاس ہے

ہمارے والد صاحب کی ایک گاڑی تھی جو ہمارے بھائی نے والد کے انتقال کے کچھ سال بعد فروخت کر دی تھی اور اس کے پیسے اپنے پاس رکھ لیئے تھے

والد صاحب کے انتقال کے وقت بھائی کام کرتا تھا اور اپنی تنخواہ کے پیسے اپنے پاس رکھتا تھا گھر کے خرچے کے لیئے کچھ پیسے دیتا تھا گھر کا خرچہ کرائے کے پیسوں سے ہوتا تھا ہم ساری بہنیں گھر پر سلائی کا کام بھی کرتی تھی ہماری شادیاں بھی کرائے کے پیسوں سے ہوئی ہیں

والد صاحب نے اپنی زندگی میں دو بہنوں کی شادی کی تھی
والد کے انتقال کے بعد ایک بہن کی طلاق ہو گئی تھی

ہمارے والد صاحب نے ہم تینوں بہنوں کے لیئے جہیز کے سارے برتن اور کچھ کپڑے بنا کر رکھ دیئے تھے
ایک بہن کا سونے کا سیٹ بھی بنا کر رکھ دیا تھا

6 نمبر والی بہن کی شادی 2000ء میں ہوئی
طلاق والی بہن کی شادی 2001ء میں ہوئی
5 نمبر والی کی شادی 2013ء میں ہوئی
بھائی کی شادی 2006ء میں ہوئی آخری بہن کی شادی 2018ء میں

دارالافتاء

ہم سب بہنوں کی شادیاں نہایت سادگی سے ہوئی اور کرائے کے
پیسوں سے ہوئی
کرائے کے پیسوں سے جو پیسے بچتے تھے وہ پیسے جمع کر کے بھائی
نے
2011ء میں 4 نمبر والی بہن کو 2013ء میں 2 نمبر والی بہن کو
2015ء میں 3 نمبر والی بہن کو
(7,00000) سات لاکھ روپئے دیئے

یہ پیسے سب بہنوں کو الگ الگ وقت میں دیئے جس وقت
جس بہن کو پیسے دیئے دوسری بہنوں کو معلوم نہیں ہوتا تھا

یہ پیسے دیتے وقت بھائی نے گھر کی قیمت نہیں بتائی تھی
اور نہ ہی کتنا حصہ بنتا ہے یہ بتایا تھا ہمارے پوچھنے
پر بھی نہیں بتایا تھا
اور کسی فتوی کے بارے میں نہیں بتایا تھا
یہ بولا تھا کہ یہ پیسے لے لو بعد میں اور پیسے دیئے دونگا

میرے سوال یہ ہیں کیا میرا اس گھر کے کرائے میں کوئی
حق نہیں ہے؟ اور اگر میرے بھائی نے گھر کے کرائے کے
پیسے جمع کر کے بہن کو اس گھر کا حصہ بدل کر دے تو
کیا ان پیسے سے حصہ ختم ہو جاتا ہے یا [illegible] نہیں
ہوتا اور ہم بہن کا کرائے میں حصہ ہے یہ بتادیں

دار الافتاء

(مرحوم والد)

نانا اپنی زندگی میں دو بیٹوں کو لیکر گئے اور ان کیلئے سونے کا سیٹ
اور چوڑیاں بنوائیں لیکن سسرال سے نانا سیٹ
تعلقات کی وجہ سے وہ سونا ان کے حوالے نہیں کیا
اور کہا تھا کہ یہ سونا کی چوڑیاں بیٹے کی شادی میں
بیٹوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ بیٹے کی شادی
سے قبل والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ براہ مہربانی
اس سونا کی چوڑیوں کا کیا کرنا ہے۔ ہماری
راہنمائی فرمائیں شریعت کی روشنی میں۔

(بھائی) اعتراضات

جنابِ المکرم مجھے اپنی بہنوں کی اس بنائی تفصیل پر چند باتوں پر اعتراض ہے جو میں ذیل لکھ رہا ہوں۔

1. والد صاحب پر قرض جب والدہ نے کرایہ سے اتارا۔
2. کرایہ 70,000 نہیں بلکہ 55,000 ہے
3. دو زمینیں تھیں جبکہ ایک میں منتقل کیا کیونکہ Nominee میں میرا نام تھا جس کی 70 فیصد اقساط باقی تھیں جو میں نے اپنی کمائی سے ادا کی اور اپنے نام کرائیں
4. سونا چاندی کے دادی کے زیورات الوشا نے بیچ دیئے تھے اور مکان تعمیر کرایا تھا۔
5. گاڑی بیچ کر پیسے والدہ کے حوالے کر دیئے تھے۔

دار الافتاء

محمد کاشف

وضاحت: بھائی اور بہنوں سے فون پر بات ہوئی۔ بہنوں نے کرایہ کی مقدار کے سلسلے میں بھائی سے اتفاق کر لیا ہے کہ وہ 55000 روپے ہے اور ان صورتوں میں والدہ بھائی کی طرف ہیں یعنی بھائی کی باتوں سے انہیں اتفاق ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًاومصلیًا

(۱)۔۔۔مرحوم محمد اشفاق نے بوقتِ انتقال اپنی ملکیت میں جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال وجائیداد مثلاً پلاٹ، نقدرقم، سوناچاندی، مالِ تجارت، کپڑے، برتن اور مرحوم کا وہ قرض جو ان کا کسی پر ہو اور مرحوم نے اپنی زندگی میں وہ وصول یا معاف نہ کیا ہو، غرض جو بھی چھوٹا بڑا سامان چھوڑا ہے وہ سب ان کا ترکہ ہے، اس میں سب سے پہلے ان کے کفن ودفن کے متوسط اخراجات نکالے جائیں، تاہم اگر یہ اخراجات کسی نے احسان کے طور پر ادا کردیئے ہوں، توان کے ترکہ سے یہ اخراجات نہیں نکالے جائیں گے۔البتہ اگر مرحوم کے ذمہ کسی کا کوئی واجب الاداء قرض ہو تو اسکے ترکہ سے وہ ادا کیا جائے، نیز اگر مرحوم نے اپنی بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو اور بیوی نے خوشدلی سے معاف بھی نہ کیا ہو تو اس کے ترکہ سے بیوہ کا مہر بھی ادا کیا جائے گا، اس کے بعد دیکھیں کہ اگر مرحوم نے کسی غیر وارث کے حق میں کوئی جائز وصیت کی ہو تو اس پر بقیہ ترکہ کے ایک تہائی (1/3) مال کی حد تک عمل کریں، اس کے بعد جو ترکہ باقی بچے اس کے کل چونسٹھ (64) برابر حصے کرکے بیوہ کو آٹھ (8) حصے، بیٹے کو چودہ (14) حصے اور ہر بیٹی کو سات سات (7) حصے دیدیں۔

تقسیم کا نقشہ یہ ہے

مسئلہ: 8 تصحیح 64 مرحوم اشفاق مضروب: 8

میت

بیوہ	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
1	7						
8	56						
8	14	7	7	7	7	7	7
12.5%	21.87%	10.93%	10.93%	10.93%	10.93%	10.93%	10.93%

(۲)۔۔۔ترکہ کے جس مکان کو کرایہ پر دیا گیا ہے، اسکے کرائے میں تمام ورثہ جواب نمبر (۱) میں مذکور تفصیل کے مطابق میراث کے حصہ کے بقدر شریک ہیں، لہٰذا جس وارث کا جتنا شرعی حصہ بنتا ہے اس کو اتنا دینا ضروری ہے اس میں کمی کوتاہی کرنا ہرگز جائز نہیں، البتہ آئندہ کیلئے اس مکان کے بارے میں تمام ورثہ کو اختیار ہے، اگر چاہیں تو اسے کرائے پر ہی رہنے دیں اور اگر وہ اسے آپس میں تقسیم کرنا چاہیں یا

(جاری ہے۔۔۔)

فروخت کرنا چاہیں تو اس کا بھی انہیں اختیار ہے، تاہم ترکہ کے مال کی تقسیم میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے، بلکہ جلد از جلد تقسیم کر دینا چاہئے

مرحوم اشفاق پر قرض ہونے نہ ہونے میں بہنوں اور بھائی کا اختلاف ہے، بہنیں مرحوم پر قرض ہونے کا انکار کر رہی ہیں، جبکہ بھائی والد مرحوم پر قرض کے ہونے اور اس کی کرائے میں سے ادائیگی کا مدعی ہے، تو اس میں سب سے پہلے تو ان قرض خواہوں سے پوچھ لیا جائے کہ ان کا مرحوم پر قرض تھا یا نہیں، تاکہ معاملہ آسانی سے حل ہو جائے اور اگر ان تک رسائی نہ ہو سکے تو پھر اس کا حکم یہ ہے کہ اگر بھائی کے پاس کوئی شرعی ثبوت ہے یا وہ اسے گواہوں کے ذریعہ ثابت کر سکتے ہیں کہ مرحوم پر قرض تھا تو ان کی بات معتبر ہوگی اور کرایہ سے قرض کی مقدار منہا ہوگی اور اگر اس کے پاس شرعی گواہ نہ ہوں تو بہنوں پر قسم علی العلم آئے گی، یعنی بہنیں اس طرح قسم کھائیں گی کہ "اللہ تعالیٰ کی قسم ہمیں معلوم نہیں کہ مرحوم پر کسی کا کوئی قرض تھا" اگر وہ اس طرح قسم کھالیں تو ان کی بات معتبر ہوگی، ایسی صورت میں وہ رقم بھائی سے وصول کی جائیگی یا ان کے حصۂ میراث سے منہا کی جائے گی۔

اور گذشتہ سالوں کے کرایہ کا حکم یہ ہے کہ اول تو کرایہ کی کل رقم کا حساب لگایا جائے کہ وہ کتنی بنتی ہے، اس کے بعد دیکھیں کہ کرایہ کا جو حصہ مشترکہ اخراجات میں خرچ ہوا تھا وہ کتنا ہے، اسے کل رقم سے منہا کر دیں، پھر جو باقی بچے اسے ہر وارث کے شرعی حصہ کے تناسب سے تقسیم کر لیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھیں کے کس کس وارث نے اس کرایہ سے فائدہ اٹھایا ہے اور کتنا اٹھایا ہے، اگر اس نے جتنی رقم سے فائدہ اٹھایا ہے وہ اس کے شرعی حصے کے برابر ہو تو گذشتہ سالوں کے کرایہ میں سے اس کا حصہ ختم ہوگا اور اگر اس نے کم فائدہ اٹھایا ہو تو اس کو باقی حصہ ملے گا، اور اگر اس نے اپنے شرعی حصے سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہو تو وہ زائد رقم ان ورثہ کو لوٹا دے جنہوں نے کرائے سے بالکل فائدہ نہ اٹھایا ہو یا اپنے حصے سے کم اٹھایا ہو یا پھر وہ رقم اس کے باقی حصۂ میراث میں سے منہا کر دی جائے۔

(۳)۔۔۔مذکورہ دو پلاٹ اگر آپ کے والد مرحوم نے خریدے تھے تو یہ دونوں پلاٹ انکی ملکیت ہیں جس میں تمام ورثہ اپنے شرعی حصہ کے بقدر شریک ہیں، اور جب والد مرحوم تیس فیصد قیمت خود ادا کر چکے تھے، تو باقی قیمت ترکہ پر قرض تھی، تاہم ستر فیصد رقم اگر آپ کے بھائی نے واقعۃً اپنے مال سے ادا کی ہے، اور اسکا ثبوت بھی ان کے پاس موجود ہے تو وہ اتنی رقم ترکہ سے وصول کر سکتے ہیں۔

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

(۴)---مرحوم اشفاق نے اپنی دو بیٹیوں کیلئے جو سونے کے سیٹ اور چوڑیاں بنوائی تھی وہ چونکہ ان کے قبضے میں نہیں دی تھیں اس لئے وہ مرحوم کے ترکہ میں ہی شمار ہو کر ورثہ میں شرعی حصے کے اعتبار سے تقسیم ہوں گی، البتہ اگر تمام ورثہ عاقل وبالغ ہوں اور وہ مرحوم کی خواہش کو سامنے رکھتے ہوئے چوڑیاں وغیرہ انہیں بہنوں کو دیدیں تو یہ انکے لئے باعثِ ثواب ہو گا۔

(۵)---مرحوم کی گاڑی کی قیمت آپ کی والدہ کے پاس تھی جیسا کہ وضاحت میں مذکور ہے، تو اس کا حکم یہ ہے یہ رقم ان سے وصول کر کے شرعی حصوں کے بقدر تمام ورثہ میں تقسیم کردی جائے یا والدہ کے حصہ میراث میں سے وضع کردی جائے۔

الفتاوى الهندية – (۳ / ۴۷۹)

وكذا إن أقر الوارث بدين رجل على الميت وقضي به، ثم شهد مع رجل آخر بالدين على الميت لرجل آخر، ولم تف التركة بهما لا تقبل حتى لو كان القضاء للأول بشهادة شاهدين تقبل الشهادة بالدين للثاني.............. واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۸/ شعبان المعظم / ۱۴۴۰ھ

۲۴/ اپریل / ۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد المنان عفی عنہ

نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۱۸/ شعبان المعظم / ۱۴۴۰ھ

۲۴/ اپریل / ۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

۱۹/ ۸/ ۱۴۴۰ھ